Research Journal MA'ARIF-E AULIYA

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

The Charter of Medina: A Universal Manifesto of State Governance, Peaceful Coexistence, and Civilisational Foundations (An Analytical Study of the Distinctive Features of the Constitution of Medina)

میثاقِ مدینہ: ریاستی نظم، پرامن معاشرت اور تہذیبی بنیادوں کا آفاقی منشور (آئینِ مدینہ کے خصائص کا تحقیقی جائزہ)

Prof Dr Hassan Mohi-ud-Din Qadri
Dean, Faculty of Law, Minhaj University, Lahore
Email: hasanqadri@mul.edu.pk

Abstract

The **Charter of Medina (Mīthāq al-Madīnah)** represents the first written constitution in human history that laid down foundational principles for governance, social justice, and peaceful coexistence in a pluralistic society. Under the leadership of the Prophet Muhammad ﷺ, this charter united diverse religious and tribal communities—Muslims, Jews, and others—into a single political entity governed by mutual rights, responsibilities, and respect. It established the concepts of citizenship, social welfare, and rule of law, ensuring protection of life, property, and faith for all members of society.

This paper analytically examines the **distinctive constitutional features** of the Charter, including the recognition of communal autonomy, fair distribution of power, and the integration of moral and legal principles into governance. The study highlights how the Charter institutionalized **justice, equality, and religious freedom**, while rejecting tribal discrimination and promoting consultation (shūrā) as a basis for political decision-making. Moreover, it safeguarded the rights of minorities and emphasized ethical values such as honesty, loyalty, and social cooperation.

The analysis further explores debates around the term *"Ummah"* within the Charter, as discussed by classical scholars and Orientalists, showing how its use reflected a new inclusive political identity rather than a purely religious one. The Charter thus emerges as a **universal model of constitutionalism**, embodying values of **democracy, human dignity, and interfaith harmony**, which remain relevant to modern states and global peacebuilding today.

Keywords: Charter of Medina, Islamic Constitutionalism, Governance, Peaceful Coexistence, Citizenship, Justice, Equality, Prophet Muhammad ﷺ

میثاقِ مدینہ انسانی تاریخ کا وہ درخشاں باب ہے جس نے پہلی مرتبہ ایک منظم اور تحریری شکل میں ریاستی نظم و نسق کے اصول وضع کیے۔ دستورِ مدینہ نے مختلف گروہوں کو باہمی حقوق و ذمہ داریوں کے تحت یکجا کر کے ایک مشترکہ سیاسی و معاشرتی وحدت میں ڈھال دیا۔ اس دستور کی امتیازی خصوصیات ہی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

وہ بنیادیں ہیں جنھوں نے ریاستِ مدینہ کو ایک ایسے معاشرتی ماڈل میں تبدیل کیا جو امن، مساوات اور انصاف کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

اس آئین کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس نے اجتماعی معاہدے اور شہریت کے اصول کو متعارف کرایا۔ فرد اور جماعت دونوں کو ریاستی شمولیت اور سیاسی شراکت کا حق دے کر شہری حقوق کا ایک نیا باب کھولا۔ اس کے ساتھ ساتھ، میثاقِ مدینہ نے تمام گروہوں اور برادریوں کے وجود اور تشخص کو آئینی سطح پر تسلیم کیا، جس کے نتیجے میں ایک ایسی کثیر الثقافتی ریاست کی بنیاد رکھی گئی جہاں وحدت اور تنوع دونوں کا حسین امتزاج موجود تھا۔

مزید برآں، میثاقِ مدینہ نے ریاست کے نظریے اور مقاصد کو متعین کر کے سیاسی نظم کے لیے اصولی بنیاد فراہم کی اور معاشرتی کفالت و ذمہ داریوں کو باہمی تعاون کے ساتھ منظم کیا۔ مزید برآں، اس دستاویز نے قانون کی بالادستی، ظلم کی نفی اور عدل وانصاف کے قیام کو یقینی بنایا، تاکہ ہر فرد کو مساوی حقوق مل سکیں اور معاشرہ ظلم و جبر سے پاک رہے۔

اسی طرح، میثاقِ مدینہ نے جان و مال کے تحفظ، انسانی تکریم اور معاہدات کی پاسداری کو ریاستی ذمہ داری قرار دیا۔ اس آئین میں اقلیتوں کے حقوق، نمائندگی اور مذہبی آزادی کو باقاعدہ تحفظ فراہم کیا گیا۔ پڑوسیوں کے حقوق، سماجی تعلقات کا احترام اور معاہدوں کی پابندی جیسے اصول آئینی ضمانت کے ساتھ قائم کیے گئے۔ مزید یہ کہ اختلافات کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اعلیٰ مرجع تسلیم کیا گیا اور قصاص کے نظام کے ذریعے جرم کی ذمہ داری صرف فرد تک محدود کی گئی۔

یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ میثاقِ مدینہ محض ایک وقتی معاہدہ نہ تھا، بلکہ ایک ایسا جامع اور ہمہ جہت آفاقی دستوری ماڈل تھا جس نے ریاستی نظم، پرامن معاشرت، عدل و مساوات، مذہبی و نظریاتی آزادی، اور اقلیتوں کے حقوق کے ایسے اصول فراہم کیے۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو آج بھی عصرِ حاضر کی ریاستوں کے لیے رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ زیر نظر مقالے میں انہی دستوری خصوصیات کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

دستورِ مدینہ کے آرٹیکلز کا بہ نظر غائر مطالعاتی جائزہ لینے کے بعد اس دستور کی نمایاں خصوصیات میں سے چند درج ذیل ہیں:

1. میثاقِ مدینہ کی آفاقی حیثیت اور امتیازی تشخص کا تعین

دستورِ مدینہ عالمی اور دائمی حیثیت کا حامل ہے اور اسے شرق تا غرب کسی بھی علاقے میں کسی بھی قوم کے مابین نافذ کیا جا سکتا ہے۔ یہ آئینی دستاویز تا قیامت تمام اقوام عالم کے لیے مینارۂ نور ہے۔ دین اسلام کے سائے تلے حضور نبی اکرم ﷺ کی سرپرستی میں مختلف قبائلی شناختوں کی بنیاد پر مدنی معاشرے کی تشکیل و تنظیم ہوئی، اوس جیسے قبائل جنہوں نے ابھی تک اسلام قبول نہ کیا تھا وہ بھی ایک عمومی آرٹیکل کے تحت معاہدے میں شامل ہو گئے، یہ بھی

حقیقت ہے کہ وہ کثیر تعداد میں تھے اور سب کے سب مسلمان بھی نہ تھے۔[1]

حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی شخصیت، قبیلہ یا گروہ کی انفرادی شناخت کو نظر انداز نہیں کیا خواہ وہ اقلیت سے تعلق رکھتا ہو یا اکثریت سے، آپ ﷺ نے ہر قبیلے اور شخص کے وجود کا اعتراف کیا۔ تمام کی ذمہ داریاں، فرائض اور واجبات واضح اور متعین فرمائے۔ آپ ﷺ نے دورِ حاضر کی طرح گلوبلائزیشن (globalization) کا طریقہ نہیں اپنایا، جس کا مقصد افراد کی شناخت ختم کر کے مختلف اقوام کو آپس میں ضم کر دینا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے مختلف قبائل و گروہ؛ مہاجرین، بنو عوف[2]، بنو ساعدہ[3] وغیر ہم کا الگ الگ ذکر کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بنو عوف کو عدل و انصاف، حقوق اور مساوات کے نمونہ کے طور پر پیش کیا۔ آئینی دستاویز میں مذکور تمام یہودی قبائل کو اُن کے ساتھ ایک پلڑے میں رکھا۔ کیونکہ بنو عوف مدینہ کی سرزمین پر آباد ہونے والے یہودی قبائل میں سب سے قدیم قبیلہ تھا۔ حتیٰ کہ یہ قبیلہ اوس اور خزرج کے قبائل سے بھی پہلے یہاں آباد ہوا تھا۔ جیسا کہ صاحب اَغانی نے اس کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔[4]

2. مرکزیت کی تحدید اور اختیارات کی منصفانہ تقسیم

حضور نبی اکرم ﷺ نے جب فرائض اور ذمہ داریوں کو ہر قبیلہ پر تقسیم کیا تو آپ ﷺ نے ہر قبیلہ اور برادری کو باور کرایا کہ اندرونی معاملات کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے، آپ ﷺ نے نام لے کر بعض کا ذکر فرمایا، جیسے: دیت اور خون بہا ادا کرنا، قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا، آپس میں عدل و مساوات کو قائم رکھنا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے عرب کے نَو (9) قبائل کا نام لے کر اُن کی ذمہ داریاں متعین فرمائیں۔ آرٹیکل 4 تا 11 کی نصوص اشارہ کرتی ہیں کہ تمام حلیف اپنے مروجہ (قبائلی) طور طریقوں پر قائم رہتے ہوئے اپنے معاملات کی انجام دہی کے ذمہ دار ہوں گے اور باہم مل کر اپنے سابقہ (اور آئندہ) خون

(1) Nasir: *Diplomacy of Muhammad*, p. 124.
Arent Jan Wensink, Muhammad and the Jews of Medina: (With an Excursus Muhammad's Constitution of Medina) By Julius Wellhausen, pp. 51-52.

(2) آرٹیکل نمبر 5: أبو عبید القاسم بن سلام، کتاب الأموال/261، الرقم/518، وحمید بن زنجویہ، کتاب الأموال، 467/2، الرقم/750، والبیهقي: السنن الکبری، 106/8، الرقم/16147. وابن هشام، السیرة النبویة، 32/3، والسهیلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سید الناس، عیون الأثر، 227/1، وابن تیمیة، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القیم الجوزیة، أحکام أهل الذمة، 1406/3، وابن کثیر، البدایة والنهایة، 224/3، والصالحي، سبل الهدی والرشاد، 556/3.

(3) آرٹیکل نمبر 7: أبو عبید القاسم بن سلام، کتاب الأموال/261، الرقم/518، وحمید بن زنجویہ، کتاب الأموال، 467/2، الرقم/750، والبیهقي، السنن الکبری، 106/8، الرقم/16147، وابن هشام، السیرة النبویة، 32/3، والسهیلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سید الناس، عیون الأثر، 227/1، وابن تیمیة، الصارم المسلول علی شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القیم الجوزیة، أحکام أهل الذمة، 1406/3، وابن کثیر، البدایة والنهایة، 224/3، والصالحي، سبل الهدی والرشاد، 556/3.

(4) ابن خلدون: تاریخ ابن خلدون (344/2): (لما قتلهم مالک ذلوا وخافوا وترکوا مشي بعضهم إلی بعض في الفتنة کما کانوا یفعلون من قبل وکان کل قوم من الیهود قد لجاوا إلی بطن من الأوس والخزرج. یستنصرون بهم ویکونون لهم أحلافا کلهم بنو عمرو بن عوف بن مالک... وکان ممن سکن المدینة من الیهود حین نزلها الأوس والخزرج بنو الشقمة وبنو ثعلبة وبنو زرعة وبنو قینقاع وبنو یزید وبنو النضیر وبنو قریظة وبنو یهدل وبنو عوف وبنو عصص...)، الأصبهاني، الأغاني (21/3)، دار الفکر للطباعة والنشر، لبنان.

بہادیا کریں گے اور (اسی طرح) دیگر اُمور کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ وہ (ایک جماعت کے طور پر) اپنے اپنے قیدیوں کو مومنین کے ہاں معروف طریقے اور انصاف کے اُصولوں کے مطابق فدیہ دے کر رہا کرائیں گے اور باہم مل کر اپنے سابقہ اور آئندہ خون بہادیا کریں گے یعنی ہر گروہ مؤمنین کے مابین رائج عدل اور معروف طریقے کے مطابق اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرے گا۔ان نصوص پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے قبائل کے بعض خصائص وعادات جن میں خیر و بھلائی اور تعاون کا پہلو کارفرما تھا،اُنہیں باقی رکھا اور وہ عادات ورواج جن میں فساد کا پہلو تھا یا وہ اسلامی اُصولوں کے ساتھ متعارض تھے،اُن کو ختم کر دیا۔ (5)

3. فرد وجماعت کے باہمی کردار اور ذمہ داریوں کا تعین

کسی بھی معاشرے میں فرد وہ عنصر ہے جو افراد کے ایک گروہ اور جماعت کی تشکیل میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے،اسی طرح گروہ اور جماعت وہ عنصر ہیں جن کے ملنے سے ایک معاشرہ اور قوم تشکیل پاتی ہے۔جدید دور کے بیشتر دساتیر (constitutions) اجتماعی کردار کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔اکثر اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ معاشرے میں فردِ واحد مظلومیت اور کسمپرسی کا شکار ہوتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ معاشرے میں فردِ واحد کی حیثیت کا اعتراف اور اس کے حقوق کا تحفظ اس کو مضبوط کرتا اور وحدت و یگانگت کی فضا استوار کرتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے دستورِ مدینہ میں یہود کے قبائل کا علیٰحدہ علیٰحدہ ناموں کے ساتھ ذکر کیا۔انہیں ایک گروہ کی شکل میں بیان نہیں کیا جیسے مسلمانوں کے مختلف قبائل کو اسلام کے تعلق اور نسبت کے ساتھ ایک گروہ ''مسلم'' کے ساتھ بیان فرمایا۔یہودی قبائل کو الگ الگ ذکر کرنے کا مقصد یہ تھا تاکہ ہر قبیلے کی اپنی شناخت ہو اور وہ اپنے تمام افعال و امور کا ذمہ دار ہو۔آرٹیکل نمبر 44 میں ہے:

«وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ، وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ»(6).

یہود اپنے مصارف کا بوجھ خود اٹھائیں گے اور (اسی طرح) مسلمان بھی اپنے مصارف کا بوجھ خود اٹھائیں گے۔

یہ آرٹیکل ریاستِ مدینہ کی معاشی خود مختاری اور جملہ معاشرتی و عسکری معاملات میں اجتماعی ذمہ داری کو واضح کرتا ہے۔ میری نظر میں یہ آرٹیکل جدید دنیا

(5) R.B.Serjeant, The Sunnah Jami'ah, Pact with the Yathrib Jews, p. 20.

- Arent Jan Wensink, Muhammad and the Jews of Medina (With an Excursus Muhammad's Constitution of Medina) By Julius Wellhausen, p. 51.
- W. Montgomery Watt, Muhammad at Medina, p. 221.
- Mohammad Ali Nasir Homoud , Diplomacy In Islam (Diplomacy during the period of Prophet Muhammad), p. 114.

(6) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: June 28, 2025

کی ریاستوں کے دساتیر میں مندرج عوام الناس پر مقرر کردہ ٹیکس کے مشابہ ہے جو عوام سے ملک کی ترقی و تعمیر اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے لیا جاتا ہے۔ جدید محصولات کے نظام میں یہ ٹیکس افراد کی تعداد، ان کے منافع ذرائع آمدنی، پیداوار اور کام کرنے کے گھنٹوں کو مدِ نظر رکھ کر لاگو کیا جاتا ہے اور جو ٹیکس ادا نہیں کر سکتا اس پر کوئی جبر نہیں ہوتا۔ بھلے وہ قلیل تعداد میں ہوں یا کثیر۔

4. قوانینِ معاشرت اور عدالتی اصولِ انصاف کی وضاحت

دستورِ مدینہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ معاشرے کے تمام افراد باہمی معاملات احسن طریق، تعاون، باہمی احترام اور معروف و مروج طریقوں سے سرانجام دیں۔ ایک دوسرے کی ہر نوعی پریشانی دور کریں۔ یہ امر آئین کے بیشتر آرٹیکلز میں بیان ہوا ہے۔

اگر کوئی مسلمان شخص یہود کے ساتھ کسی گناہ یا جرم کا ارتکاب کرتا ہے یا دوسری طرف یہود میں سے کوئی شخص مسلمانوں کے ساتھ کسی جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو سزا فقط اسی شخص کو ملے گی جو مرتکبِ گناہ یا جس سے جرم ہوا نہ کہ پورے قبیلے یا برادری کو سزا دی جائے گی تاکہ مدینہ کے اندر کسی قسم کا کوئی فتنہ جنم نہ لے۔ دستورِ مدینہ کا آرٹیکل نمبر 30 اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے:

»وَأَنَّ يَهُوْدَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنِ دِيْنُهُمْ مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسُهُمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِم فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ»(7).

اور بنو عوف کے یہود، مومنین کے ساتھ مل کر ایک امت یعنی قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہود کے لیے ان کا اپنا دین ہے (یعنی انہیں اپنے مذہب کی مکمل آزادی حاصل ہے) اور مسلمانوں کے لیے ان کا اپنا دین، خواہ ان کے حلیف ہوں یا وہ بذاتِ خود۔ البتہ جو ظلم یا عہد شکنی کا ارتکاب کرے گا وہ اپنی ذات یا اہل خانہ کے سوا کسی اور کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرے گا۔

مستشرق مائیکل لیکر کا أُمَّةٌ (امت) کی اصطلاح میں اختلاف

میثاقِ مدینہ کی تعبیر میں مستشرق مائیکل لیکر (8) نے ایک اہم نکتہ اٹھایا ہے۔ وہ انڈین محقق فائق کی تحقیق کے حوالے سے کہتا ہے کہ جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد کے ایک مخطوطے میں أُمَّةٌ مَعَ اَلْمُؤْمِنِيْنَ کے معروف الفاظ کے بجائے إِنَّ الْيَهُوْد أَمَنةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ کے الفاظ درج ہیں۔ اگرچہ جمہور علماء و محققین أَمَنَةٌ پر أُمَّةٌ کے الفاظ کو ترجیح دی ہے لیکن اس اختلاف نے علمی سطح پر نئی جہت پیدا کر دی ہے۔

---

(7) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2 /131، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1407/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

(8) Michael Lecker: The "Constitution of Medina" (Muhammad's First Legal Document), pp. 139–140.

لفظ ''أَلْأُمَنَةُ ''(امن و سلامتی) اس پہلو کو واضح کرتا ہے کہ یہود حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر کے اپنے دین، اموال اور جانوں کے تحفظ کے ضامن بنے، نہ کہ مؤمنین کا جزو۔ ابن اسحاق کے بیان کے مطابق حضور ﷺ نے مہاجرین وانصار کے ساتھ معاہدہ تحریر کیا اور یہود کو بھی اس میں شریک کیا، لیکن ان کی شمولیت کا مطلب یہ نہ تھا کہ وہ "امتِ ایمان" کا حصہ ہیں بلکہ وہ صرف معاہدے کے تحت محفوظ و مامون تھے۔

ابن اسحاق نے صحیفہ کے مقدمہ میں لکھا ہے:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ كِتَابًا بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَادَعَ فِيْهِ يَهُوْدَ وَعَاهَدَهُمْ، وَأَقَرَّهُمْ عَلَى دِينِهِمْ، وَأَمْوَالِهِمْ، وَشَرَطَ لَهُمْ، وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِمْ(9).

حضور نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے مابین معاہدہ لکھا اور اس میں یہود کو دعوت دی اور ان کے ساتھ اُن کے دین اور اموال کی حفاظت کی شرط پر معاہدہ اور اقرار نامہ لکھا، اس میں درج شرائط کا فریقین پر کامل اطلاق ہوتا تھا۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یہود باقاعدہ طور پر مؤمنین کا حصہ نہ تھے بلکہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کیا تھا۔ مائیکل لیکر کے نزدیک یہی بات ابن اسحاق اور فائق کے قول سے مطابقت رکھتی ہے کہ یہ معاہدہ دراصل سلامتی اور مذہبی آزادی کا ضامن تھا۔(10) حضور ﷺ نے انہیں امن فراہم کر کے نہ صرف ان کے داخلی وخارجی خدشات دور کیے بلکہ ان کی زراعت اور معیشت کے تحفظ کی بھی ضمانت دی۔ یہی وجہ ہے کہ دستورِ مدینہ کے کئی مقامات پر لفظ ''أَلْأُمَنَةُ'' اور "بعض مقامات پر لفظ ''موادعة'' أمنة کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لفظ الأمنة کو ابو عبید القاسم بن سلام نے اپنی کتاب ''الأموال''(11) اور ابن زنجویہ نے کتاب الأموال(12) میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابو عبید نے اس ضمن میں مکمل خط کا ذکر کیا ہے لیکن ہم فقط مندرجہ بالا نکتے کی وضاحت سے متعلقہ حصے کا ذکر کرتے ہیں، اس نے کہا: وَ هُمْ أُمَّةٌ (أمنة)(13) یعنی وہ امن و سلامتی کے اعتبار سے ایک قوم تھے کیونکہ اب وہ مسلمانوں کے حلیف بن گئے تھے۔(14) لیکر(15) أمنة کی اصطلاح کے بارے میں مزید لکھتا ہے:

The word was misread and became widespread as "umma (community)." This is supported by what Ibn Taymiyya mentioned in al-ß¥rim al-Masl‰l, in which

(9) ابن هشام: السيرة النبوية (31/3)، ابن تيمية: الصارم المسلول على شاتم الرسول (129/2)، ابن القيم: أحكام أهل الذمة (1405/3)، ابن خلدون: تاريخ ابن خلدون (350/2).
(10) Michael Lecker: The "Constitution of Medina" (Muhammad's First Legal Document), p. 142.
(11) أبو عبيد القاسم: كتاب الأموال (298/1).
(12) ابن زنجويه: كتاب الأموال (ص/196).
(13) ابن فارس: مقاييس اللغة (133/1): (قال الخليل: الأمنة من الأمن والأمان إعطاء الأمنة والأمانة ضد الخيانة).
(14) أبو عبيد القاسم: الأموال (248/1).
(15) Michael Lecker: The "Constitution of Medina" (Muhammad's First Legal Document), p. 146.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

the word "dhimma (covenant)" comes in place of "amana (safety)", rendering it thereby consistent with the articles of the constitution. He states: "Then he a proclaimed that the Jews of every sub-tribe of the Helpers shall have the covenant (dhimma) of the believers. There was not a Jew in Medina save that they had an alliance, either with al-Aws, or with one of the sub-tribes of al-Khazraj[16].

مختلف صحیفوں کی کتابت کے دوران لفظ "أمنة" أمة میں تبدیل ہو گیا اور اس موقف کی تائید علامہ ابن تیمیہ کے اس قول سے بھی ملتی ہے جو ان کی کتاب الصارم المسلول میں مذکور ہے جس میں انہوں نے أمنة کے بجائے "الذمة" کا لفظ لکھا ہے یعنی لفظ أمة لفظ أمنة کی جگہ وارد ہوا ہے اور اِس طرح صحیفہ کے آرٹیکلز کے ساتھ اس کی موافقت قائم ہو گئی۔ وہ "كُلُّ مَنْ تَبِعَ الْمُسْلِمِيْنَ مِن يَهُوْدِ" کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اتباع کا مطلب جنگ نہ کرنا اور امن اختیار کرنا ہے نہ کہ دین میں اتباع کرنا مراد ہے، اِس لیے ہر وہ یہودی قبیلہ جو مدینہ منورہ یا اُس کے اطراف میں امن سے بستا ہے وہ اِس معاہدے میں داخل ہے۔ اِس طرح مدینہ منورہ میں کوئی یہودی ایسا نہ بچا تھا جو قبیلہ اوس یا خزرج کے تحت اِس حلف میں داخل نہ ہو۔

لیکر کا مؤقف جو انڈین محقق فائق کی رائے پر مبنی ہے، کی وضاحت کے بعد میری نظر میں لفظ الأمة آئینِ مدینہ کے آرٹیکل نمبر 30 کے عین موافق ہے۔

جمہور محققین کا جھکاؤ بھی لفظ الأمة کی طرف ہے کیونکہ یہ آئینِ مدینہ کی مجموعی روح کے مطابق زیادہ جامع تصور ہے۔ تاہم لفظ أمنة بھی استعمال کریں تو اس کے بھی کئی مثبت معانی سامنے آتے ہیں۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ أمنة، أمة اور ذمة تینوں اصطلاحات قریب المعنی ہیں اور سب حضور نبی اکرم ﷺ کے اس اصول کو اجاگر کرتی ہیں کہ میثاقِ مدینہ میں شریک ہر فریق، اسلام قبول کیے بغیر بھی، اپنی جان، مال اور دین کے تحفظ کا برابر حقدار تھا، بشرطیکہ وہ معاہدے کی پاسداری کرے۔

5. قبائلی معاہدات اور سماجی تعلقات کی آئینی ضمانت

کسی بھی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ قبیلہ کے افراد کے مابین کسی قسم کا تفرقہ ڈالے یا قبیلہ اور اس کے متعاہدین اور اتحادیوں کے مابین انتشار پھیلائے۔ حضور نبی اکرم | نے مؤمنین کو کسی دوسرے مؤمن کے اتحادی اور معاہد کے ساتھ اس کی اجازت کے بغیر اتحاد اور معاہدہ کرنے سے منع

(16) ابن تيمية: الصارم المسلول، 133/2.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

فرمایا[17]، تاکہ اتحادیوں کی ولایت اور ذمہ داری کی حفاظت ہو سکے۔

یہ آئین جدید دساتیر کی طرح فقط افراد کے مابین تعلق کو مضبوط نہیں کرتا بلکہ ان کے درمیان وحدت ویگانگت کو راسخ کرتا ہے۔ دیگر دساتیر افراد کے مابین تعلق کی نوعیت واضح نہیں کرتے جبکہ دستورِ مدینہ جہاں تعلقات کی نوعیت واضح کرتا ہے وہاں تعلقات مضبوط کرنے پر بھی زور دیتا ہے۔ موجودہ جدید دساتیر اتحاد میں تفریق پیدا کرتے ہیں جبکہ آئینِ مدینہ تفریق کو اتحاد میں بدلتا ہے۔

6. اخلاقی اقدار کا فروغ اور مذہبی رواداری کی عملی پاسداری

دستورِ کے اکثر آرٹیکلز، یکجہتی، اخوت، سچائی اور امانت وعہد کی حفاظت پر زور دیتے ہیں۔ یہ دستور ریاست کا پیغام اور نظریات (Ideology) واضح بیان کرتا ہے، فرد کو ایمان کے ساتھ جوڑتا ہے، اس کے ضمیر کو آزاد کرتا ہے اور اسے آخرت میں اللہ تعالی کی سزا کا خوف دلاتا ہے جس کی وضاحت دستورِ مدینہ کے مندرجہ ذیل آرٹیکلز سے بھی ہوتی ہے: ↔وَإِنَّ اللهَ عَلَى أَبَرِّ هَذَا»[18] (اور اللہ تعالی اس (دستور) کی پاس داری کا ضامن ہے) اور اس قول سے بھی تائید ملتی ہے: ↔

وَإِنَّ اللهَ عَلَى أَصْدَقِ مَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ»[19]

(اور اللہ کی حمایت ونصرت اس کے ساتھ یقینی ہے جو اس دستوری معاہدہ کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ صداقت اور اخلاص ووفاداری کے ساتھ پابندی اور تعمیل کرے گا)۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے وضع کردہ آئین میں اسلام کی دیگر مذاہب کے ساتھ رواداری ظاہر و باہر ہے۔ مذہبی رواداری کی یہ عملی مثال اسلام سے قبل اور آپ ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں فارس وروم کی سلطنتوں سمیت کہیں اور دکھائی نہیں دیتی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ریاستِ مدینہ میں دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو تحفظ فراہم کیا اور معاشرے کو ایک دوسرے کے مذہبی عقائد کا احترام کرنے کا حکم دیا۔ جو کوئی ان احکامات کی خلاف ورزی کرے گا وہ سزا کا

([17]) آرٹیکل نمبر 15: أبوعبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262، الرقم/ 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3، والسهيلي، الروض الأنف، 241/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2/ 130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

([18]) آرٹیکل نمبر 43: ابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

([19]) آرٹیکل نمبر 60: أبوعبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/264، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 470/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 35/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1-229، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

مستحق ہوگا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہود اور ان کے دین کو گالی دینے سے منع فرمایا، کفار کے خداؤں کو گالی دینے سے منع فرمایا حتیٰ کہ معاشرہ امن کا گہوارا بن گیا۔ جیسا کہ آرٹیکل نمبر 30 میں وضاحت موجود ہے۔

7. ایمان و عمل کی وحدت اور حقیقت پسندی کا توازن

دستورِ کے آرٹیکلز کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے بیشتر اوقات المؤمن اور آمن کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کہ دستورِ مدینہ کی پاسداری کرنے والے مؤمنین سربراہِ ریاست یا قانون کی موجودگی و عدم موجودگی ہر دو صورت میں اخلاص کے ساتھ اِس دستور پر عمل پیرا رہیں گے، جو اِس دستور کے انسانیت نواز اور عوام دوست ہونے کی بین دلیل ہے۔ اِس کے برعکس ایسے 3 بنیادی و بشری قوانین جو عوام دوست نہیں تھے بلکہ اُنہیں طاقت کے زور پر لاگو کیا گیا تھا جب طاقت ختم ہوتی تو وہی عوام سب سے پہلے ان قوانین کی دھجیاں بکھیرنے پر اُتر آتے۔ حالیہ تاریخ میں اِس کی ایک مثال سویت یونین کا خاتمہ ہے کہ جب کمیونزم (communism) کا خاتمہ ہوا تو سویت یونین میں ہر طرف ابتری و فساد کا بازار گرم ہو گیا، لوگوں نے کمیونزم کے قوانین پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ کمیونزم نے لوگوں کی اس نہج پر تربیت ہی نہ کی تھی کہ وہ کسی دوسرے کی املاک کو نقصان پہنچانے سے گریز کریں۔

دستورِ مدینہ لوگوں کی طبیعت، افتادِ طبع نفسیات اور ان کے احوال کو بھی پیشِ نظر رکھتا اور اہمیت دیتا ہے۔ مثال کے طور پر قتل کا انتقام لینا عربوں کی فطرت ثانیہ تھی اور یہ انتقام ان کی رگوں میں لہو بن کر گردش کرتا تھا، جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام نے اُن کی اس روایت کی تہذیب کی اور اسے انصاف کے حصول کی عملی تصویر بنا دیا۔

8. عصبیت و نسلی تفاخر کی نفی اور عدل و مساوات کا قیام

حضور نبی اکرم| نے قبائل میں سے کسی بھی قبیلہ کے ساتھ تعصب نہیں کیا۔ بلکہ لوگوں کو عقائد کی بنیاد پر منقسم کیا حتیٰ کہ عصبیت اور موالاۃ جنس کی بجائے عقیدہ کی بنیاد پر ہو گئی۔ اس امر کی تفصیل آئینِ مدینہ کے آرٹیکل نمبر 25 سے 30 میں دیکھی جاسکتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا آئینِ مدینہ میں لوگوں کی مختلف گروہوں، قبائل اور طبقات کی درجہ بندی اور انہیں متفقہ قوم اور آئین کا تابع قرار دینا انسانی تہذیب کی ترقی و ارتقاء کا آئینہ دار ہے۔

قرآنِ کریم نے بھی لوگوں کو مختلف طبقات، گروہوں، قبیلوں اور اقوام میں تعارف اور شناخت کے لیے تقسیم کیا ہے۔[20]

([20]) الحجرات، 13/49: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَـٰكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَـٰكُمْ شُعُوبًا وَقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوٓا۟ ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ ٱللَّهِ أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلِيمٌ

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: June 28, 2025

9. شوریٰ و مشاورت پر مبنی حکومتی ڈھانچے کی تشکیل

دستورِ مدینہ کی یہ خاصیت ہے کہ اِس کا ڈھانچہ اور جنرل فریم ورک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ وحی پر مشتمل تھا جس میں قرآن مجید کے معارف و معانی مضمر تھے مگر اس کی تفصیلات طے کرنے اور تنفیذ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے زبردستی نہیں تھی بلکہ مختلف گروہوں اور افرادِ معاشرہ کی باہمی مشاورت کو اہمیت دی گئی تھی۔ آرٹیکل نمبر 46 دستورِ مدینہ میں مضمر شورائی (پارلیمانی) نظام کی نقش گری کرتا اور ان کے خال و خط اُبھارتا اور سنوارتا ہے۔ فرمایا:

وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ، وَالْبِرُّ دُوْنَ الْإِثْمِ»(21).

اور (اس دستوری وحدت میں شریک) اتحادیوں کے درمیان مخلصانہ مشاورت قائم رہے گی۔ اور ان کے باہمی تعلقات نیکی و بھلائی پر قائم ہوں گے، نہ کہ ظلم، فساد اور معصیت پر۔

یوں وفاقی جمہوریہ مدینہ کے اتحاد (Democratic Federal union of Medina) کی بنیاد اخلاقی اقدار، مشاورت، جمہوریت، آزادیٔ رائے، عدل و انصاف، مساوات، باہمی تعاون، صلح اور رواداری پر رکھی گئی۔ یہ اُس اسلامی نظام کے بنیادی خصائص میں ہیں جو حضور نبی اکرم ﷺ نے جمہوری اقدار پر قائم ہونے والی دنیا کی پہلی ریاست میں متعارف کروائے۔(22)

10. اسلامی تہذیب کی اساس اور "امت" کا دستوری مفہوم

دستورِ میں جس بڑی حقیقت کے چہرے سے نقاب سرکایا گیا وہ یہ تھی کہ مذہب سیاست کی اجازت دیتا ہے اور اصلاح دنیا کے عظیم مقاصد اور لوائح عمل پیش کرتا ہے۔ لہٰذا مذہب کو سیاست سے جدا کرنا مسلم امہ کے لیے کسی صورت مفید اور سود مند نہیں۔

دستورِ مدینہ پر اسلامی انسانی تہذیب کی بنیاد رکھی گئی اور اس کی بنیاد پر اہل عرب جو بکریوں کے چرواہے تھے، وہ اقوامِ عالم کی قیادت کرنے لگے۔ اسی تہذیب نے انہیں جہالت کی پر پیچ اور سنگ لاخ پگڈنڈیوں سے نکال کر علم کی کشادہ نورانی شاہرہ پر گام فرسائی کا درس دیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک ایسی مہذب ریاست قائم ہو گئی جس نے اہلِ عرب کو قبائلی نظام سے نکال کر باقاعدہ ریاستی نظام کا امین بنا دیا۔ قبائلی دور میں انفرادی شخصیت کا کردار کالعدم

خَبِيرٌ﴾: ابن كثير: التفسير (385/7):أي: ليحصل التعارف بينهم، كلٌ يرجع إلى قبيلته.

(21) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

(22) W. Montgomery Watt, Muhammad at Medina, pp. 242–244.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

تھا۔ جب یہ آئین متعارف ہوا تو انفرادی ذمہ داری قبائلی ذمہ داری پر غالب آگئی۔ قبائلی نظام ختم ہو گیا اور اس کی جگہ ایک معاشرتی وریاستی نظام نے لے لی۔ آرٹیکل نمبر 36 میں حضور نبی اکرم ﷺ کے یہ الفاظ مبارک ↔«إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ»[23] (تو وہ اپنی ذات یا اہل خانہ کے سوا کسی اور کو مصیبت میں مبتلا نہیں کرے گا) اور آرٹیکل نمبر 27 میں ↔«لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ»[24] (کسی ایمان والے کے لیے یہ ہر گز جائز نہ ہوگا) کے الفاظ اس امر کی وضاحت کرتے ہیں۔ دین پر فخر کرنا قبیلے اور نسب کے فخر سے مقدم ہو گیا۔ ایک عربی شاعر کہتا ہے کہ :

أَبِي الْإِسْلَامُ لَا أَبَ لِي سِوَاهُ
إِذَا افْتَخَرُوْا بِقَيْسٍ أَوْ تَمِيْمِ[25]
میرا والد اسلام ہے، کوئی اور نہیں۔ جب کہ وہ قیس اور تمیم کے بارے میں فخر کرتے ہیں۔

دستورِ مدینہ میں لفظِ اُمت کو ایک سیاسی اصطلاح کے طور پر استعمال کیا گیا۔ یہ اصطلاح ایک نئے سیاسی و معاشرتی نظام کا تعارف تھا جس نے اس آئین کی کوکھ سے جنم لیا۔ اس میں تمام شہریوں کے حقوق و واجبات میں مساوات کا عنصر واضح تھا۔ البتہ قومی سیاست میں دینی عنصر کے پائے جانے کی اجازت ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

»إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ«[26].
(اس اتحاد کی بدولت) باقی اقوام و قبائل سے الگ یہ سب مل کر ایک قوم تشکیل پا گئے ہیں)۔

اسی طرح دستورِ مدینہ میں دورِ جاہلیت کے تمام رسوم و رواج کو منسوخ نہیں کیا گیا بلکہ وہ رسوم و رواج جو شریعت سے متعارض و متصادم نہ تھے، ان کو برقرار رکھا گیا۔ بالخصوص دیت سے متعلقہ رسم و رواج اسی طرح قائم رہے جیسا کہ دستورِ مدینہ کا آرٹیکل نمبر 4 بیان کرتا ہے:

[23])ابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2 /131، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1407/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

[24]) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/262-263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 468/2-469، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 33/3-34، والسهيلي، الروض الأنف، 242/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2 /131، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1407/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

[25])الزمخشري: المفصل (107/1)، الأبشيهي: شهاب الدين محمد بن أحمد. المستطرف في كل فن مستظرف (290/1)، دار الكتب العلمية - بيروت - 1406ھ/1986ء، الطبعة: الثانية. السيوطي: همع الهوامع (525/1)، المكتبة التوفيقية.

[26]) آرٹیکل نمبر 3: أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و466/2، الرقم/750. وابن هشام، السيرة النبوية، 32/3، والسهيلي، الروض الأنف، 240/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 129/2، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1405/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 224/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.

»اَلْمُهَاجِرُونَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَفْدُونَ عَانِيَهُمْ[27] بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ«[28]

قریش میں سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے مروجہ (قبائلی) طور طریقوں پر قائم رہتے ہوئے اپنے معاملات کی انجام دہی کے ذمہ دار ہوں گے اور باہم مل کر اپنے سابقہ (اور آئندہ) خون بہادیا کریں گے اور (اسی طرح) دیگر امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ وہ (ایک جماعت کے طور پر) اپنے اپنے قیدیوں کو مومنین کے ہاں معروف طریقے اور انصاف کے اصولوں کے مطابق فدیہ دے کر رہا کرائیں گے۔

11۔امنِ عامہ کا قیام اور تنازعات کے منصفانہ حل کے اصول

دستورِ مدینہ نے اس امر کی ضمانت فراہم کی کہ ریاستِ مدینہ اپنے تمام شہریوں کے لیے ایک پُرامن اور محفوظ ترین مقام ہے۔ کسی مجرم یا گناہ گار کو اس ریاست میں کسی قسم کا کوئی تحفظ حاصل نہ ہو گا، خواہ وہ مدینہ میں پناہ لینا چاہے۔ یہ امر آرٹیکل نمبر 27، 49، 50 اور 51 میں واضح کیا گیا ہے۔

دستورِ مدینہ کا آرٹیکل نمبر 46 اِس اُصول کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

»وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ«[29]

اس دستوری وحدت میں شریک اتحادیوں کے درمیان مخلصانہ تعلقات اور باہمی خیر خواہی ہو گی۔

ان الفاظ کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ نے ریاستِ مدینہ کی قوم کو دیگر اقوام سے ممیز و ممتاز کر دیا۔ اس بنیاد پر اس امت کے افراد باہمی صلح مندی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصولوں پر عمل پیرا ہیں۔ وہ نفسانی و شیطانی خواہشات اور فتنہ و فساد سے دور رہتے ہوئے وحدت و یگانگت کے سنہری اصول کا اتباع کرتے ہیں۔

یہ وہ بنیادی خصوصیت ہے جس کی جھلک دستورِ مدینہ کے مختلف آرٹیکلز سے واضح نظر آتی ہے۔ دستورِ مدینہ سے مستنبط ہونے والی ان نمایاں خصوصیات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک ایسی ریاست کے قیام کے لیے انتھک جدوجہد کی جس میں ریاست کے تمام باشندوں کو حقِ آزادئ رائے حاصل تھا۔ اس ریاست کا قیام اخلاقِ حسنہ اور تقویٰ کے اصولوں پر رکھا گیا تھا جس کے نتیجہ میں ایک ایسی ریاست وجود میں

([27])الزمخشري: الفائق في غريب الحديث والأثر (26/2): (العاني: الأسير وقد عنا يعنُو وَعَنَى يَعْنِي؛ أي يُطلِقونه غير مُشتَطِّين في ذلك).

([28]) آرٹیکل نمبر 4: أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/166، 260-261، الرقم/328، 518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 331/1، الرقم/508، و 466/2-467، الرقم/750، والبيهقي، السنن الكبرى، 106/8، الرقم/16147. وابن سيد الناس، عيون الأثر، 227/1، وابن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، 2 /129-130، وابن القيم الجوزية، أحكام أهل الذمة، 1406/3، وابن كثير، البداية والنهاية، 224/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 555/3.

([29]) أبو عبيد القاسم بن سلام، كتاب الأموال/263، الرقم/518، وحميد بن زنجويه، كتاب الأموال، 469/2، الرقم/750، وابن هشام، السيرة النبوية، 34/3، والسهيلي، الروض الأنف، 243/4، وابن سيد الناس، عيون الأثر، 228/1، وابن كثير، البداية والنهاية، 225/3، والصالحي، سبل الهدى والرشاد، 556/3.

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
June 28, 2025

آئی جس کے اصول و قوانین جدید اقوام کے دساتیر و قوانین سے ممیز و ممتاز ہیں۔

12۔ حاصل بحث: دستورِ مدینہ سے مستنبط ہونے والے اہم اُصول و قواعد

دستورِ مدینہ سے مستنبط ہونے والے اہم اور بنیادی اصول و قواعد درج ذیل ہیں:

1۔ واضح معاشرتی معاہدہ اور حقِ شہریت کا اُصول

ریاست میں ایک واضح اجتماعی معاہدہ رائج ہوا جو معاہدے کے شریک افراد کو شہری حقوق اور سیاسی شراکت کا دار و مدار فراہم کرتا ہے۔

2۔ تمام گروہوں اور برادریوں کے وجود اور تشخص کا اعتراف

میثاقِ مدینہ کے آئینی ڈھانچے نے تمام مذہبی، قبائلی اور سماجی گروہوں کے وجود اور تشخص کو رسمی حیثیت دے کر انہیں ریاستی شمولیت دی۔

3۔ ریاست کے نظریے اور بنیادی مقاصد کا تعین

میثاقِ مدینہ نے ریاست کے نظریاتی مقاصد واضح کیے اور سیاسی نظم کے لیے ایک اصولی بنیاد فراہم کی۔

4۔ معاشرتی کفالت اور باہمی ذمہ داریوں کی تقسیم

دستورِ مدینہ کے دستاویزی قواعد نے معاشرتی کفالت اور افراد و جماعتوں کی باہمی ذمہ داریوں کو منظم انداز میں متعین کیا۔

5۔ وفاقی اتحاد اور قانون کی بالادستی

میثاقِ مدینہ کے آئینی متن نے وفاقی اتحاد کے اندر قانون کی حکمرانی کو یقینی بنا کر نظمِ معاشرت کا ضامن قرار دیا۔

6۔ رسوم و رواج کی بقا بشرطِ عدمِ مخالفتِ شریعت

موجودہ روایات اور قبائلی رسوم کو اس شرط پر برقرار رکھا گیا کہ وہ شریعت کے بنیادی اصولوں سے متصادم نہ ہوں۔

7۔ مرکزیت کی تحدید اور عدمِ مرکزیت کی گنجائش

اختیارات کی تقسیم کے ذریعے مرکزیت کو محدود کیا گیا جبکہ وحدتِ امت کو نقصان نہ پہنچانے کی ضمانت رکھی گئی۔

8۔ جان و مال کا تحفظ، انسانی تکریم اور معاہدات کی پاسداری

میثاقِ مدینہ میں انسانی جان و مال کی حفاظت، وقارِ انسانیت اور معاہداتی وفاداری کو بنیادی اصول قرار دیا گیا۔

9۔ قانون شکنی پر مواخذہ اور شفاف عدالتی عمل

قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کا فرداً مواخذہ طے پایا اور عدالتی عمل میں شفافیت کا تقاضا مقرر کیا گیا۔

10۔ ظلم کی نفی اور مظلوم کی اعانت

میثاقِ مدینہ کے دستاویزی متن نے ظلم کے خاتمے اور مظلوموں کی ریاستی و اجتماعی مدد کو لازمی قرار دیا۔

11۔ مسلمان کے خون کی حرمت اور دشمن کی اعانت سے گریز

میثاقِ مدینہ میں اسلامی فریق کے خون کی تقدس کو تسلیم کر کے دشمنوں کی مدد یا اعانت کو ممنوع قرار دیا گیا۔

12۔ شہری مساوات اور قدر و منزلت کا اعتراف

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-2 (April-June 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
June 28, 2025

تمام شہریوں کے لیے مساوی حقوق اور ان کی ذاتی عصمت و مقام کا تسلیم رائے آئینی حیثیت میں ڈالا گیا۔

13۔ نظریاتی و مذہبی تشخص کی آزادی

میثاقِ مدینہ میں ہر شریک گروہ کے مذہبی تشخص اور عقائدی نسبت کو آئینی تحفظ فراہم کیا گیا۔

14۔ امن و سلامتی اور دفاعی تحفظ

ریاست نے داخلی امن اور بیرونی دفاع کے لیے اجتماعی تعاون اور مربوط نظام دفاع وضع کیا۔

15۔ جنگی اخراجات اور مشترکہ دفاع میں مساوی شرکت

میثاقِ مدینہ میں دفاعی مصارف اور جنگی ذمہ داریوں میں معاہداتی فریقین کی مشترکہ شراکت کو دستوراً لازم قرار دیا گیا۔

16۔ قبائلی معاہدات اور سماجی تعلقات کی آئینی ضمانت

میثاقِ مدینہ میں قبائلی و معاہداتی روابط اور ان کی سلامتی کو آئینی سطح پر تحفظ فراہم کیا گیا۔

17۔ عدل و انصاف کے قیام کے لیے مشاورت

تنازعات کے منصفانہ حل اور عدل کے قیام کے لیے مشاورتی طریقہ کار اور شوریٰ کے اصول طے کیے گئے۔

18۔ اختلافات میں اعلیٰ مرجع کا تعین

آئینِ مدینہ میں تنازعات یا اختلافات کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو حتمی مرجع کے طور پر تسلیم کیا گیا۔

19۔ قصاص کے قوانین اور انفرادی ذمہ داری کا نفاذ

قصاص اور سزا کے نظام کو نافذ کر کے جرم کی ذمہ داری کو صرف فرد تک محدود رکھا گیا۔

20۔ اقلیتوں کے حقوق اور نمائندگی کا تحفظ

غیر مسلم اقلیتوں کو آئینی طور پر حقوق و نمائندگی کی ضمانت دی گئی اور ان کے مفادات کا تحفظ یقینی بنایا گیا۔

21۔ پڑوسیوں کے حقوق اور سماجی تعلقات کا احترام

سماجی ماحول میں پڑوسیوں کے حقوق اور باہمی تعلقات کی حفاظت کو بطورِ ریاستی اصول اپنایا گیا۔

22۔ معاہدوں کی پابندی اور معاہداتی امن کی ضمانت

تمام فریقین کے درمیان کیے گئے معاہدوں اور صلح ناموں کی پاسداری کو آئینی الزام قرار دیا گیا۔

23۔ آئین کی توثیق و یکساں نفاذ اور استثنا کی ممانعت

آئینی احکام کی تصدیق کی گئی اور ان کے یکساں نفاذ کو یقینی بنا کر کسی بھی استثنا کو مسترد کیا گیا۔

دستورِ مدینہ انسانی تاریخ کا وہ اوّلین تحریری اور آفاقی منشور ہے جس نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلم اقلیتوں کو بھی مساوات، مذہبی آزادی اور جان و مال کے تحفظ کی آئینی ضمانت فراہم کی۔ اس منشور نے یہ واضح کیا کہ ایک منصفانہ ریاست اپنے تمام شہریوں کے لیے سایۂ عافیت بن سکتی ہے۔ اس کے درخشاں اصول آج بھی جدید ریاستوں کے لیے مینارِ ہدایت ہیں اور یہ ابدی پیغام دیتے ہیں کہ پائیدار امن، عدل اور کثیر الثقافتی ہم آہنگی اسی وقت ممکن

ہے جب ریاست اپنی بنیاد مساوات، انصاف اور قانون کی بالادستی پر قائم کرے اور تمام شہری بلا امتیاز ان اصولوں کی پاسداری میں یکساں شریک ہوں۔

مصادر و مراجع

1 - الأبشيهي: شهاب الدين محمد بن أحمد. المستطرف في كل فن مستظرف، دار الكتب العلمية - بيروت - 1406ھ/1986ء، الطبعة: الثانية. السيوطي: همع الهوامع (525/1)، المكتبة التوفيقية.

2 - ابن القيم الجوزية: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب الزرعي (691ھ-751ھ). أحكام أهل الذمة. رمادى للنشر - دار ابن حزم - الدمام - بيروت - 1418ھ/1997ء، الطبعة: الأولى.

3 - ابن تيمية: أحمد بن عبد الحليم بن عبد السلام حراني. الصارم المسلول علي شاتم الرسول. بيروت، لبنان: دار ابن حزم، 1417ھ، الطبعة الأولى.

4 - ابن خلدون: عبد الرحمن بن خلدون المغربي (808ھ). التاريخ. بيروت لبنان دارالكتاب البناني.

5 - ابن سيد الناس: أبو الفتح محمد بن محمد بن أحمد ابن سيد الناس اليعمري الربعي (734ھ). عيون الأثر في فنون المغازي والشمائل والسير. بيروت، لبنان: دار القلم، 1414ھ/1993م.

6 - ابن فارس: أبي الحسين أحمد بن فارس بن زكريا. معجم مقاييس اللغة. دار الجيل - بيروت - لبنان - 1420ھ/1999م، الطبعة: الثانية.

7 - ابن كثير: أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير بن ضوء بن كثير بن زرع بصروي (701ھ-774ھ/1301ء-1373ء). البداية والنهاية. بيروت، لبنان: دار الفكر، 1419ھ/1998ء.

8 - ابن هشام، أبو محمد عبد الملك الحميري (213ھ/828ء). السيرة النبوية. بيروت، لبنان: دار الجيل، 1411ھ.

9 - أبو عبيد القاسم بن سلّام (154ھ-224ھ). كتاب الأموال. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٨ھ/1988م.

10 - الأصبهاني: أبو الفرج. الأغاني. دار الفكر للطباعة والنشر، لبنان.

11 - البيهقي: أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بن عبد الله بن موسى (384ھ-458ھ/994ء-1066ء). السنن الكبرى. مكة المكرمة، المملكة العربية السعودية: مكتبه دار الباز، 1414ھ/1994ء.

12 - حميد بن زنجويه: حميد بن مخلد بن قتيبة الأزدي الخراساني (٢٥١ھ). كتاب الأموال. الرياض، المملكة العربية السعودية: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية، 1406ھ/1986ء.

13 - الزمخشري: الفائق في غريب الحديث والأثر. دار المعرفة، لبنان.

14 - الزمخشري: الفائق في غريب الحديث والأثر. دار المعرفة، لبنان.

15 - أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، جار الله (538ھ)، المفصل في صنعة الإعراب، مكتبة الهلال – بيروت، 1993ء.

16 - السهيلي: أبو قاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد أبي حسن الخثعمي (508ھ-581ھ). الروض الأنف في تفسير السيرة النبوية لابن هشام. دار الفكر، الطبعة 2008ء.

17 - الصالحي: أبو عبد الله محمد بن يوسف بن علي بن يوسف الشامي (م942ھ/1536ء). سبل الهدى والرشاد. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، 1414ھ/1993ء.

18 - *Barakat Ahmad, Muhammad and the Jews (A Re- Examination), Vikas Publishing House, Pvt. Ltd., New Delhi, 1975.*

19 - *Hobbes, Locke, Rousseau and Kant: David Boucher, Paul Kelly:The Social Contract from Hobbes to Rawls: Routledge: London: 1994.*

20 - *J.Obermann: "Early Islam", The Idea of History in the Ancient Near East, ed. R.C. Denton (New Haven: Yale University Press, 1966).*

21 - *Julius Wellhausen, Arent Jan Wensink, Muhammad and the Jews of Medina (With an Excursus Muhammad's Constitution of Medina), 2nd Edition, 1982.*

22 - *Michael Lecker, The Constitution of Medina (Muhammad's First Legal Document).*

23 - Mohammad Ali Nasir Homoud, *Diplomacy In Islam (Diplomacy during the period of Prophet Muhammad)*, Print well (Jaypur, India), 1994.

24 - *R.B.Serjeant, The Sunnah Jami'ah, Pact with the Yathrib Jews,*

25 - *The Arabs in History (London, 1950)*

26 - *W. Montgomery Watt: Muhammad at Medina.*